الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (قرآن)

الحمد للہ کہ

رسالہ

شریعت اور طریقت

جس میں شریعت اور تصوف کی تحقیق اور اولیاء اللہ سے محبت کا مذکور ہے

مصنفہ

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسری

مصنف تفسیر ثنائی وغیرہ

۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۹

مطبع اہلحدیث امرتسر میں بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۷ھ طبع ہوا

بار دوم

[illegible] مطبع مذکور

قیمت ۲ر

رسالہ مسلمان امرتسر

آجکل اسلام پر ہر چہار طرف سے حملے ہو رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ عیسائی۔ ہندو۔ آریہ۔ اور دیگر قومیں جس طرح اسلام پر نئے نئے اعتراضات کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں اس لئے بہت ضروری ہے کہ مسلمانوں کیطرف سے اُن حملات کے باقاعدہ جوابات دیئے جائیں۔ اسی غرض کیلئے یہ رسالہ (مسلمان) جاری ہوا ہے۔ جو ہر مہینے کی پندرہ ۱۵ تاریخ کو زیر ایڈیٹری مولانا ابوالوفاء ثناءاللہ صاحب (مولوی فاضل) شائع ہوتا ہے۔ مولٰنا موصوف کا زور قلم اہل ملک سے مخفی نہیں۔ اس رسالہ میں اسلام کی خوبیوں کا اظہار اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے معقول جوابات دیئے جاتے ہیں پس اسلام کے بہی خواہ اور ترقی چاہنے والوں سے امید ہے کہ اس رسالہ کی دل سے قدر کرکے بہت جلد خریداری کی درخواست بھیجینگے۔ قیمت سالانہ عمہ۔ منیجر مسلمان امرتسر

اخبار اہلحدیث امرتسر

یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہے یعنے دین و دنیا کا مجموعہ ۱۸×۲۲ کے ۱۶ بڑے صفحوں پر ہفتہ وار ہر جمعہ کو اہل حدیث پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے جسمیں مضامین مذہبی۔ اخلاقی۔ مسائل۔ فتوے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں اور ایک دو صفحوں پر دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و بدعت کا دشمن مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا۔ دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بتلانے والا ہے

قیمت سالانہ تین روپے (للعہ)

نمونہ کا پرچہ جوابی کارڈ آنے پر مفت بہیجا جائے گا۔

المشتہر

منیجر اخبار اہلحدیث امرتسر

نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد دی سجدہ ۔ وضو کا توڑ دی کوزا شراب شوق دی پیندا جا

ایسے ہی جاہلوں کے زخم اٹھا کر بعض اہل شریعت علم طریقت و تصوف سے منکر ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہی نمازیں جو ہم سب ہی پڑھتے ہیں بس یہی اصل اسلام ہے یہی پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تعلیم کا خلاصہ اور اصل میں ہیں مگر بغور دیکھیں تو دونوں کی رائے غلط ۔ گو پہلے فریق کی تو اغلط بلکہ کفر تک پہونچتی ہے ۔ اسلئے میں نے چاہا کہ اس رسالہ میں شریعت اور طریقت کی نسبت اور تعلق بتلاؤں جو پیغمبر علیہ السلام نے ان دونوں میں بتلایا ہے ۔ مگر مشکل یہہ ہے کہ طریقت اور تصوف کا بیان مشکل ہے جسکی بابت کہا جاتا ہے کہ ؎

فن التصوف ما ادق بیانہ ۔ متحیر فیہ الامام الرازی

(یعنی تصوف کا فن ایسا باریک ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ جیسے فاضل اجل درباریک بین بھی اسمیں حیران و سرگردان ہیں) پھر مجھ جیسے کج مج زبان سے کیونکر اسکا مطلب ادا ہو سکے ۔ مگر چونکہ اس مسئلہ کو بزرگان دین اور اکابران ملت یعنی علماء کرام و صوفیائے عظام رضی اللہ عنہم نے جو شریعت اور طریقت کے مسلمہ امام ہیں واضح طور سے بیان کیا ہوا ہے لہذا انہی کی کتابوں سے نقل کر کے مسئلہ ہذا کی توضیح کرتا ہوں ۔ الفضل للمتقدم ۔

(خاکسار مصنف)

شریعت اور طریقت

اس مسئلہ کی اصل بنیاد حدیث جبرئیل ہے جو بخاری مسلم کی روایت سے مشکوٰۃ کے شروع ہی میں منقول ہے جس کا مضمون ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

عن عمر بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب الی ان قال اخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک الحدیث۔

ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک شخص مسافرانہ شکل میں بڑے سفید کپڑوں والا آیا اس نے ایمان اور اسلام کی بابت سوال کر کے یہ سوال کیا کہ حضرت! احسان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت ایسی طرح سے کیا کر کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسکو نہیں دیکھتا تو بھی کوشش کئے جا کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے ۔

یعنی جو کام کرو ایسے کمال اخلاص سے اور اس نیت سے کرو کہ خدا ہمارے اس فعل کو دیکھ رہا ہے ۔

ہر کام کے دو حصے ہوتے ہیں ایک ظاہر اور ایک باطن۔ ظاہر تو یہی جو ہاتھ پاؤں وغیرہ سے حرکات ہوتی ہیں مثلاً نماز پڑھتے ہوئے جسمانی حرکات کا ہونا ہاتھوں کا اٹھانا سر جھکانا زبان سے تکبیرات تسبیحات وغیرہ کا پڑھنا وغیرہ وغیرہ یہ تو ظاہری افعال ہیں فقہاء اور علماء بھی انہی کے متعلق احکام بتایا کرتے ہیں یعنی یہ کہ منہ اس طرف کرو۔ ہاتھ یوں باندھو۔ سر پہلے اور ہاتھ پیچھے اٹھاؤ وغیرہ وغیرہ جو ظاہری احکام ہیں علماء اور فقہاء انہی ظاہری ارکان کی صحت دیکھ کر نماز کی صحت کا فتویٰ دیدیا کرتے ہیں اور یہی انکا منصب ہے ۔ مگر باطنی فعل یعنے

اخلاص اور صحت نیت یعنی یہ کہ کرتے ہوئے دلی توجہ فاعل کی اللہ تعالے کی جانب پوری تھی یا نہیں اسپر چونکہ علماء کو اطلاع نہیں اسلئے اُس کی نسبت بااہل ہی حکم لگا سکتے ہیں کہ ہر کام میں نیت نیک چاہئے پس اسی باطنی حصہ کی اصلاح کا نام تصوف یا طریقت ہے چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

شریعت راسہ جزو ست۔ علم و عمل و اخلاص۔ تا ایں ہر سہ جزو متحقق نشوند شریعت متحقق نشود و چوں شریعت متحقق شد رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ حاصل گشت۔ کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ است و رضوان من اللہ اکبر پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد و مطلبے نماند کہ ورائے شریعت دراں مطلب احتیاج افتد طریقت و حقیقت کہ صوفیہ باں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص ست پس مقصود از تحصیل آں ہر دو تکمیل شریعت ست نہ امر دیگر ورائے شریعت ۔ (مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۶)

شریعت کے تین حصے ہیں۔ علم۔ عمل اور اخلاص۔ جبتک یہ تینوں حصے متحقق نہونگے شریعت کا تحقق ہی نہ ہوگا اور جب شریعت متحقق ہوگی تو خدا تعالےٰ کی مرضی حاصل ہو جائیگی جو تمام دنیاوی اور اخروی نیکیوں سے بڑھکر ہے کیونکہ خدا کی تھوڑی سی خوشی بھی بہت بڑی ہے پس شریعت تمام دنیاوی اور اخروی نیکیوں کی متکفل ہے اور کوئی مطلب شریعت سے باہر نہیں جسکی حاجت ہو۔ طریقت اور حقیقت جنکے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہوئے ہیں۔ یہ دونوں تیسرے حصے کے کامل کرنے میں جسکا نام اخلاص ہے شریعت کی خادم ہیں۔ پس ان دونوں (طریقت اور حقیقت) کے حاصل کرنے سے اصل مقصود شریعت ہی کی تکمیل ہے نہ شریعت کے سوا کوئی دوسری بات ۔

اسی جلد کے مکتوب ۸۴ میں فرماتے ہیں کہ :-

المقصود شریعت و حقیقت عین یکدیگر اند و در حقیقت از یکدیگر جدا نیستند۔ فرق صرف اجمال و تفصیل ست باستدلال و کشف است۔ غیب و شہادت ست۔ الی ان قال۔ پس متحقق شد کہ خلاف شریعت علامت عدم وصول ست تحقیقت بکار رسائلے از خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس سوال کرد کہ مقصود از سیر و سلوک چیست فرمودند تا معرفت اجمالی تفصیلی گردد و استدلالی کشفی شود رزقنا اللہ سبحانہ الثبات والاستقامۃ علی الشریعۃ علما وعملا صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ صاحبہا (مکتوب ۴۳)

مطلب یہ ہے کہ شریعت و حقیقت بالکل ایک ہی ہیں ایک دوسری کو جدا نہیں۔ فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے اور استدلال اور کشف کا ہے (یعنے جو بات ظاہری علوم شرعیہ میں بالاجمال اور باستدلال ملتی ہے وہی طریقت میں بالتفصیل اور مشاہدے سے نظر آتی ہے پس ثابت ہوا کہ شریعت کا خلاف کرنا عدم وصول کی علامت ہے (یعنی جو کوئی صوفی کہلاکر شریعت کے خلاف کام کرتا ہے یہ سمجھو کہ وہ منزل مقصود پر نہیں پہونچا) ایک شخص نے حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ سیر و سلوک یعنی تصوف سے کیا مطلب ہے جواب دیا کہ اجمالی معرفت تفصیلی ہو جائے (یعنے جو شریعت میں بالاجمال روحانی تاثرات بتلائے جاتے ہیں وہ مفصل معلوم ہو جائیں اور جو امر عقلی یا نقلی دلیل سے سمجھا جاتا ہے وہ کشفی طور سے مشاہدے میں آجاوے۔)

اسی جلد کے مکتوب ۴۴ میں فرماتے ہیں کہ:۔

بہترین عقدہا در ازالہ آن زنگ اتباع سنت سنیہ مصطفویہ است علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ (مکتوب ۴۴)

"غیر اللہ کی محبت دور کرنے میں سب سے اچھا آلہ اور تجویز اتباع سنت نبوی کا ہے"

جلد دوئم کے مکتوب ۔ میں علماء اور صوفیا کے اعمال کا ذکر فرماتے ہیں کہ:۔

"نصیب علماء ظواہر ازیں متابعت سید المرسلین بعد از تصحیح عقائد علم شرائع و احکام ست و عمل بمقتضائے آن علم۔ و نصیب صوفیائے علیا با آنچہ علماء دارند احوال مواجید ست و علوم و معارف۔ و نصیب علماء راسخین کہ ورثۂ انبیاء اند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات با آنچہ علماء ظواہر دارند و با آنچہ صوفیا با آں ممتاز اند"

(مکتوب ۱۳)

علماء ظاہر کا حصہ یہ ہے کہ بعد تصحیح عقائد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تابعداری کرتے ہیں اور صوفیاء کرام کا حصہ علماء کے حصے کے علاوہ احوال اور مواجید ہیں (جو اُنہیں کشفی طور پر پیدا ہوتے ہیں) اور علوم حقہ اور معارف اور علماء راسخین کا جو انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں یہ ہے کہ دونوں (علماء ظاہر اور صوفیا) کے حصوں کو جمع کر لیتے ہیں (یعنی احکام ظاہری کی پابندی کے علاوہ باطنی صفائی بھی اُنہیں اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے"

ایسا ہی حضرت مخدوم جہانی شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی مشہور کتاب فتوح الغیب کے مقالہ ۳۶ میں فرماتے ہیں کہ:۔

"اجعل الکتاب والسنۃ امامک وانظر فیہما واعمل بہما ولا تغتر بالقال والقیل والہوس قال اللہ تعالیٰ وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب واتقوا اللہ ولا تخالفوہ فتترکوا العمل بما جاء بہ وتخترعوا لانفسکم عملا وعبادۃ کما قال اللہ جل وعلا فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل

کتاب اللہ (قرآن شریف) اور سنت مطہرہ کو اپنا امام بناؤ اور انہی پر غور و فکر کیا کرو اور انہی پر عمل کیا کرو اور ادھر اُدھر کی قیل و قال اور بیہودہ ہوسوں سے فریب نہ کھایا کرو خدا فرماتا ہے جو کچھ تم کو رسول علیہ السلام دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں ہٹ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اُس کی مخالفت نہ کرو کہ جو احکام اللہ کے رسول علیہ السلام

درھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم ثم انہ تعالٰی زکی ھو عزوجل نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ونزھہ من الباطل والزور فقال وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی ای ما اٰتاکم بہ من عندی لا من ھواہ ولا نفسہ فاتبعوہ ثم قال ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ فبین ان طریق المحبۃ اتباعہ صلی اللہ علیہ وسلم قولا و فعلا الخ (فتوح الغیب مقالہ ۳۶)

لائے ہیں اُن پر عمل کرنا چھوڑ دو اور اپنے پاس سے بدعتیں ایجاد کرنے لگو جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے گمراہ قوم (عیسائیوں) کے حق میں فرمایا ہے کہ اُنہوں نے رہبانیت (ترک دنیا) کی بدعت نکالی۔ ہم نے انپر فرض نہ کی تھی پھر خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو باطل اور جھوٹ سے پاک بتلایا اور فرمایا کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ جو اُس کی طرف وحی کیجاتی ہے اُسی سے بولتا ہے یعنی جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا ہے وہ میرے پاس سے ہے نہ اوسکی اپنی خواہش سے پھر خدا نے فرمایا ای نبی تو کہہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعوے کرتے ہو تو میری تابعداری کرو خدا تم سے محبت کریگا۔ پس واضح کرکے بتلا دیا کہ محبت کا طریق صرف یہی ہے کہ ہر ایک قول اور فعل میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیجاوے“

ایسے وہ جلیل القدر بزرگوں کی شہادتوں سے جو امر ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شریعت کے دو حصے ہیں۔ ظاہر اور باطن۔ یعنی ظاہری اعمال نماز روزہ وغیرہ اور باطنی تعلقات خداوندی جو بندوں کو خالق سے وابستہ کرتے ہیں ظاہری اعمال کی درستی اور انکے قواعد بتلانا تو ظاہری علماء کا کام ہے۔ باطنی تعلقات کی پختگی اور درستی صوفیاء کرام کی صحبت کا اثر ہے لیکن کون صوفی ہے؟ وہ نہیں جو صوف کے کپڑے پہنتے ہوں بلکہ وہ جنکا تعلق باطنی خدا سے مضبوط ہو۔ یا یوں کہو کہ صوفی وہ ہے جو شریعت کے دونوں حصوں (ظاہری اور باطنی) پر عامل ہو پس ایسے تصوف اور ایسی طریقت سے کون انکاری ہے؟ الا من سفہ نفسہ رزقنیہ اللہ وجعلنی ممن یحبونھم اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک وحب

مسئلہ نمبر ۲ تو حید ث

پس تصوف ہی پر عمل کرنے یعنی پورے صوفی بننے کی تاکید کرنے کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (یعنی اے مسلمانو پورے اسلام پر عمل کرو یعنی ظاہر باطن شریعت کے دونوں حصوں کی تکمیل کرو ورنہ ظاہری ارکان کسی کام نہ آویں گے۔ بغیر تصوف یعنی بغیر اخلاص کامل جو ارکان شریعت ادا کئے جائیں انکی نسبت خداوند تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ:۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْہَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ؕ	یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ مشرق کو یا مغرب کو منہ پھیرا کرو ؕ

(یعنی بغیر اخلاص اور بغیر تکمیل حصہ باطن نماز ادا نہ کرو) کسی اہل دل نے انہی معنی کی طرف اشارہ کرکے کہا ہے ؎

نماز عابداں سجدہ سجود ست
نمازِ عاشقاں ترکِ وجود ست

یعنی کامل بندوں کی نماز میں بڑا جز اخلاص کامل ہوتا ہے:۔ اس کی تکمیل پر زیادہ زور دیتے ہیں اور ذرہ ذرہ ظاہری ارکان پر نہیں لڑا کرتے کہ کسی شخص نے رفع یدین یا آمین بالجہر کردی تو بس آگ بگولا ہو گئے اور حکم دیدیا کہ اسکے ساتھ مل کر نماز جائز نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ظاہری ارکان ادا ہی نہیں کرتے کلا ثم حاشا

دیکھو ؎

اس امر کی خیال (کہ تصوف سے باطنی تعلق کی تکمیل کیونکر ہوتی ہے) حضرت حجۃ اللہ تعالیٰ الہند شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ رسالہ ہمعات میں فرماتے ہیں:۔

ہیچ چیز در تحصیل این معنی از ملاحظہ محاورہ بین العبد و معبودہ چنانچہ در حدیث قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی بدان اشارت ست انفع ترنیست ؂ (صفحہ ۱۹)

عبارت مرقومہ کا مطلب بتلانے سے پہلے اُس حدیث کا مضمون بتلانا ضروری ہے جسکی طرف شاہ صاحب نے اشارہ کیا ہے ؎

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ خدا فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے میں اور اپنے بندے میں تقسیم کر دیا ہے۔ میرا بندہ جب الحمد للہ کہتا ہے تو میں کہتا ہوں حمدنی عبدی (میرے بندے نے میری حمد کی) اور جب الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے اثنیٰ علی عبدی (میرے بندے نے میری تعریف کی) اور جب مالک یوم الدین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے مجدنی عبدی (میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے) اور جب ایاک نعبد وایاک نستعین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے ھذا بینی و بین عبدی ولعبدی ما سأل (یہ میرے اور میرے بندے میں مشترک ہے کیونکہ میری تعریف ہے اور بندے کی دعا ہے اور جو بندے نے مجھ سے طلب کیا ہے وہ اُسکو ملیگا) اور جب کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم اخیر تک تو خدا فرماتا ہے کہ ھذا العبدی ولعبدی ما سأل (یہ میرے بندے کی دعا ہے اور جو بندے نے سوال کیا ہے وہ اُسکو ملیگا) +

یہ ہے مضمون حدیث شریف کا جسکی طرف شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے کہ دلی کدورت کو دور کرنے اور صفائی حاصل کرنے کے لئے اس سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں کہ حسب فرمودہ سرور کائنات نماز میں ہر ایک جملہ پر نمازی یہ خیال رکھے کہ خدا کی طرف سے مجھے جواب ملا ہے کہ حمدنی عبدی وغیرہ لاکھ اس طرح غور و فکر کے ساتھ نماز پڑھنے سے دل میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہوتی ہے یہ تو ایک مثال ہے اسی طرح تمام کاموں کو سمجھنا چاہئے اسی نیک عادت کے مضبوط اور مستقر کرنے میں نیک لوگوں کی صحبت کو دخل ہے یہی وجہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے یَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (یعنی خدا نے اپنا رسول بھیجا ہے جو اوسکے احکام لوگوں کو سناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے کتاب اور دانائی کی باتیں سکھاتا ہے) تعلیم اور وعظ کے علاوہ تزکیہ کا لفظ بھی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرمایا گیا ہے تصوف کی اصل الاصول ہے یہی تزکیہ تصوف اور طریقت کے قواعد سے حاصل

ہوتا ہے یعنی اندرونی صفائی جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے پروردگار کی عبادت دل لگا کر اور ہمہ تن متوجہ ہو کر کرتا ہے۔ دنیا و مافیہا سے سرد مہر رہتا ہے ہر وقت اُس کو یہی دُھن رہتی ہے کہ میرا مالک مجھ سے راضی ہو جائے اور میں دنیا سے خسارہ کے ساتھ واپس نہ جاؤں ؎

نیک صحبت یا صوفیائے کرام کی مصاحبت کی مثال ایسی سمجھو کہ ایک شخص مبتدی عبارت بطور خود لکھتا ہے کوئی حرف غلط لکھتا ہے تو کوئی صحیح بھی لکھ لیتا ہے غرض اس کی تحریر ایسی تو ہوتی ہے کہ مضمون سمجھ میں آسکے لیکن کسی سرکاری دفتر میں کام نہیں کر سکتا جتبک کہ بہت بڑی مشق اور مہارت پیدا نہ کرے۔ یا یوں سمجھو کہ ایک شخص نے پہلوانوں کے تمام داؤ ایک ہی دن میں سیکھ لئے لیکن وہ اتنے ہی سے کسی بڑے مشاق پہلوان سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ٹھیک اسیطرح سمجھو کہ انسان پر بعض دفعہ جو ایک حالت وارد ہوتی ہے کہ وہ دنیا کو بالکل فضول سمجھکر گھڑی دو گھڑی تک ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے مگر یہ حالت اُس کی غیر مستقر ہوتی ہے۔ اسی حالت غیر مستقرہ کو مستقر کرنے میں نیک لوگوں کی صحبت کو دخل ہے۔ اسیلئے صحابہ کرام جو سید الانبیاء کے صحبت یافتہ تھے تمام مسلمانوں سے افضل ہیں ؎

نتیجہ تصوّف و طریقت

اس تمام تقریر سے جو اوپر بیان ہوئی ہے یہ امر بالوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ صوفیائے کرام و اولیائے عظام کی محبت اور اُن کی تعظیم و تکریم ایمان کی علامت ہے اور اُن سے بغض و عناد رکھنا گمراہی اور ضلالت ہے کیونکہ اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام شریعت کا ایک صحیح نمونہ ہیں بلکہ یوں

سمجھنے کہ شریعت کی انہوں ہی نے تعمیل کرکے دکھائی ہے پھر کہا جو شخص شریعت کی پابندی کرے بلکہ اس کا صحیح نمونہ ہو اُس سے کینہ و عداوت رکھنے والا ایمان دار اور مسلمان ہو سکتا ہے؟ حاشا و کلا۔ حدیث قدسی میں ہے:۔

من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہ بالحرب (الحدیث)	خدا فرماتا ہے جو کوئی میرے ولی سے عداوت رکھے میرا اُس سے اعلان جنگ ہے۔

اسلئے کہ سرکاری سپاہی کی توہین اور تذلیل کرنا کون نہیں جانتا کہ بادشاہ سے مقابلہ کرنے کے برابر ہے۔ مگر غور طلب بات یہ ہے کہ تعظیم و تکریم کے کیا معنی ہیں؟۔ عیسائی اور مسلمان دونوں قومیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتی ہیں مگر دونوں کی تعظیم میں فرق ہے۔ عیسائی تو حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا اور معبود سمجھنا تعظیم جانتے ہیں مگر مسلمان ایسی تعظیم کو کفر کہتے ہیں کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خود ایسی تعظیم سے منع فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ تعظیم و تکریم بھی وہی درست اور صحیح ہے جو اُن بزرگوں کے منشاء کے مطابق ہو۔ لیکن ایسی جو ان بزرگوں کی تعظیم و تکریم میں خود ان بزرگوں کے خلاف منشا و زیادتیاں ہو رہی ہیں وہ ہرگز تعظیم نہیں بلکہ بے ادبی ہے جس سے ناحق اُن بزرگوں کو قیامت کے دن خدا کے سامنے جوابدہی لازم ہوگی جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر صلحا کی بابت قرآن شریف میں مذکور ہے:۔

یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا (سیپارہ ۱۸ ع ۱۷)	کہ جس روز اللہ انکو اور انکے معبودوں کو جنکو یہ لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب کو جمع کریگا تو کہیگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا (کہ تم سے دعائیں مانگتے رہیں) یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے۔ وہ کہینگے کہ خداوندا! تو پاک ہے ہمیں تو خود لائق نہیں تھا کہ ہم تیرے سوا کسی کو

اپنا متوالی سمجھیں مگر تو نے فکر اور اپنے باپ دادوں کو زائی دی تھی اسلئے تو اُن
نصیحت کو بھول گئے اور تباہ ہوئے۔

بڑی بے ادبی جو بزرگان دین اور اولیاء کرام کی کیجاتی ہے یہ ہے جو اُن کے
خلاف منشا و اُن سے استمداد اور حاجت روائی طلب کیجاتی ہے مثلاً تکمیف کیوقت
وظیفہ پڑھنا کہ امداد کن امداد کن۔ از بند غم آزاد کن۔ در دین و دنیا
شاد کن۔ یا شیخ عبد القادرا۔ یا شاہ شیئاً للہ یا عبد القادر
جسکے معنے ہیں اے میرے پیر صاحب! کچھ دیجئے جسکی کوئی تعیین بھی نہیں کہ وہ کیا ہے یہ امر
ان کے خلاف منشا ہے کیونکہ حضرت محبوب سبحانی مخدوم جہانی شیخ عبد القادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث
نقل کرتے ہیں جسکے الفاظ یہ ہیں کہ:-

اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله ولوجهد العباد ان ينفعوك لشئ لم يقضه الله لك لم يقدروا عليه ولوجهد العباد ان يضروك لشئ لم يقضه الله عليك لم يقدروا الى ان قال فينبغي لكل مومن ان يجعل هذا الحديث مرآة لقلبه وشعاره ودثاره وحديثه فيعمل بمقتضاه في جميع حركاته وسكناته حتى يسلم في الدنيا والآخرة ويجد العزة فيهما برحمة الله عزوجل۔ (فتوح الغیب مقالہ ۴۲)

جب تم سوال کرو اللہ ہی سے کیا کرو اور جب تم مدد چاہو اللہ ہی سے چاہو اگر تمام بندے تمہیں کسی قسم کا نفع پہونچانا چاہیں جو خدا نے تمہاری قسمت میں نہیں کیا تو کبھی بھی تمہیں نفع نہیں پہونچا سکینگے اور اگر تمام بندے ملکر کوشش کریں کہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہونچائیں جو خدا نے تمہارے مقدر میں نہیں کیا تو کبھی نہیں پہونچا سکتے۔ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد پیران پیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہر ایک ایماندار کو لازم ہے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا شیشہ بنالے اور

ما سال الناس من سال الاجهله

بالله عزوجل وضعف ایمانه ؎
(مقالہ ۴۳)

نیچے اوپر کا اوڑھنا اور تمام حرکات سکنات میں اسی حدیث کو اپنا دستورالعمل بنائے تاکہ دنیا اور آخرت میں سلامت رہے اور دونوں جہانوں میں اللہ کی رحمت سے حصہ پائے۔ مقالہ ۴۳ میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کے سوا کسی مخلوق سے سوال کرتا ہے وہ خدا سے ناواقفی اور ضعف ایمان کی وجہ سے کرتا ہے یعنی ایسے شخص کو خدا کی معرفت نہیں اور اسکا ایمان کمزور ہے۔

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کو ہرگز منظور نہیں کہ کوئی شخص اُن سے استمداد کرے یا اُنکے نام کے وظیفے پڑھے یا اُٹھتے بیٹھتے یا شاہ جیلان یا شیئاً للہ کہے پس جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف منشاء تعظیم درحقیقت تعظیم نہیں بلکہ توہین ہے اسی طرح حضرت مخدوم جیلانی قدس سرہ العزیز کی ایسی تعظیم جو آجکل جاہل لوگ کرتے ہیں بوجہ اُن کے منشاء کے مخالف ہونے کے ہرگز تعظیم نہیں بلکہ خلاف اور شقاق ہے۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب اولیاء اللہ سے امداد طلب نکیجائے تو پھر اُنکی بزرگی کیا ہو اُنکی بزرگی کے معنے ہی کیا ہوئے؟

افسوس ہے کہ مسلمانوں کی سادگی کی یہانتک نوبت پہونچ چکی ہے وہ یہہ نہیں جانتے کہ یہ کیا اولیاء اللہ کی فضیلت کم ہے کہ اُنکی تابعداری کا ہم کو حکم ہے وہ خدا کے نیک بندے ہیں اُنکی دعائیں اکثر خدا قبول فرماتا ہے وہ قبر اور قیامت کے عذاب سے محفوظ ہیں چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ یعنی نیک بندے قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے بیخوف ہونگے۔ یہ نہیں کہ اُن کو خدائی میں کسی طرح کا دخل مِلگیا ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے سُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (پاک ہی وہ ذات جسکے قبضے میں سب چیزونکا اختیار ہے اور وہ سب مخلوق کو جانتا ہے)

خلاصہ یہ کہ اولیاء اللہ کی محبت ایمان ہے اور عداوت اور مخالفت بے ایمانی کا

نشان ہے۔ ایسا ہی برخلاف حکم قرآن و حدیث اور اُن کے منشا کے تمام
اُن سے استمداد کرنا اور اُٹھتے بیٹھتے اُن کے نام کا وظیفہ پڑھنا بھی اسلام
اور ایمان کے خلاف ہے۔ مولوی خرم علی بلہوری مرحوم نے کیا ہی اچھا
کہا ہے ؎

نظم

ارے لوگو! زباں اپنی کو روکو	بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو
خدا لعنت کرے اُس روسیاہ پر	کہ جس کے دل میں ہو بغض پیمبر
جسے کچھ بغض ہووے اولیا سے	ہمیشہ ابر لعنت اُسپہ برسے
پر اتنا اور بھی سن رکھئے حضرت!	جو حق پر نا چلے اُسپر بھی لعنت

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا
اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے بزرگوں کو جو پہلے ایماندار گذرے ہیں بخشدو
تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ
اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کا کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے مولا! تو ہی
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ
بڑا مہربان رحم کرنیوالا ہے

آمین

مسدس در بیان توحید

تجھے اے بوالہوس کیا ہو گیا ہے | عبث کیوں بندۂ پیر ولی ہے | ولی ہو گو نبی سو التجا ہے | نہیں کیا ہے تمہیں کچھ عقل سمجھ
خدا فرما چکا قرآن کے اندر | میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر

وہی دیتا ہے جسکو چاہے عزت و جاہ | کرے جو چاہے جسے خوار و ذلیل آہ | مصیبت میں اسی سے تو مدد چاہ | نہ کر ایسوں کی صورت تو مردہ
نہیں طاقت سوا اسکے کسی میں | کہ کام آوے تمہارے بیکسی میں

پڑا ہے تجھ پہ تیری تو پتھر | جو ناحق مانگتا پھرتا ہے در در | ولی اور غوث اور سید پیمبر | بلا شک ہیں سبھی محتاج در در
جو خود محتاج ہووے در بدر | بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

تجھے شیطان نے بہکایا ہے اے خام | کرے ہے بت پرستی تو بہ الزام | مگر جو قبر پوجیں صبح اور شام | کہے افسوس ہیں ہندو بت سے
خدا سے اور کو گر کچھ بھی کہنا | یہی ہے شرک یارو اس سے بچیو

غضب ہے بعضے مسلم جان کر بھی | کیا کرتے ہیں اس سے چشم پوشی | سزا ہے شرک کی دوزخ میں پکی | ذرا یہ بات دیکھیں خوب سمجھی
خبر قرآن میں ہے یہ محقق | نہ بخشیگا خدا مشرک کو مطلق

محمد مصطفیٰ عالم کے سردار | رحیم امتان معصیت کار | بروز حشر ہونگے اس سے بیزار | نہ بخشیگا خدا اسکو سراسر
معاذ اللہ جسے اُنکی نہ بخشش | مقرر وہ جہنم میں پڑیگا

نہیں بالکل تمہارے دل میں ایمان | عبث کہلاتے ہو صاحب مسلمان | تمہارا ہووے ایمان جو یہ ثابت | سمجھتے ہی نہیں کچھ شرع کی بات
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو | تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو

کبھی ہو مانتے سنت نبی کی | کبھی حسنین کی گاہے علی کی | کبھی پیر و نبی اور گہ ولی کی | سنو یہ سب ہیں شیطان کے جھگڑے
نہیں یہ طور رب نے سکھایا | پیمبر نے کہاں ہے یہ بتایا

نہیں رستہ یہ ہرگز مصطفیٰ کا | نہ اصحاب کرام باصفا کا | نہ اہل اجتہاد پارسا کا | مطیعانِ طریقِ مجتبیٰ کا
ہے شیطان دشمن اولاد آدم | سکھاتا ہے وہی راہ جہنم

سیہ دل شیطان مکر و دغا ہے | جہاں بہکا یہ اسکا مدعا ہے | کوئی کب داؤں سے اسکے بچا ہے | جہاں کو در بدر ہم دیکھا کیا کر
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا | کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا

بجائے کافروں کو بت کی تکریم | سکھائی پیروں کی اُسنے تعظیم | مسلمانوں کو دیکھا اُسنے جو ہیں | انہیں بتلائی اسنے قبروں کی تعظیم
غرض اللہ سے دونوں کو روکا | بھلا کر راہ جا خندق میں جھونکا

تمہارا قول و فعل اللہ اکبر | مشابہ کافروں کے ہو گئے پر | خیال اتنا نہیں تمکو برادر | کہ اُسکے ہو گئے ہو مشرک مسلم
مسلمانو ذرا سوچو تو دل میں | پھنسے ہو کس طرح تم آب گل میں

ہمیشہ قبر ہی پوجا کئے یار | خدا کو بھول کر جی سے بھلایا | پکارا اولیاء کو دن ہی سکو بار | لیا نام خدا منہ سے نہ زنہار
بہت غفلت میں ہو کر گنوایا | خدا کی ہو تم بندے ولی نہ مانگو

نہیں تاب اور طاقت کسی کی	تمہیں لوح و قلم سے ہو تحقیق کچھ بھی وہ مالک ہے سب اُسکے آگے لاچار	جو چاہے وہ وہی کرتا ہے یعنی نہیں ہے کوئی اُسکے گھر کا مختار	نہیں ہے یہ جگہ دم مارنے کی
خدا ایسا کون ہے معطی توانا	ہر اک بندے کی امیدوں سے دانا وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے	سمجھ کیا ہو گئی تیری ردانا جسے تم مانگتے ہو اولیا سے	میاں یا ہو گیا ہے تو دیوانا
عجائب جہل ہے عالم میں پھیلا	جو مانیں حق کو سو وہ بات ہے کیا بیانِ شرک سُن کہتے ہیں کہ	جو سمجھا دیں انہیں سیدھے تو الٹا کہ منکر ہیں بزرگوں کے بلاشک	سمجھتے ہیں بچا ایسوں سے مولا
بتاتا ہے کوئی منکر نبی سے	کوئی حسنین سے کوئی علی سے ارے لوگو زباں اپنی کو روکو	کوئی بکتا پیروں سے ہے بے خودی سے بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو	ابھی تم نے یہ منکر ہی دلی ہے
ہمیں انکار گر ہوتا نبی کا	تو پھر کیوں جانتے ہم انکا طریقہ خدا لعنت کرے اس روسیاہ پہ	مسلماں ہی کہلاتے ہم اصلا کہ جس کے دل میں ہو بغضِ پیمبر	دلے اپنا تو ہے یہ قول سچا
جو ہوتے دشمنِ آلِ پیمبر	تو تیری طرح ہم بھی شاد ہوتے جسے ہو بغض آلِ مصطفےٰ کا	محرم کو مناتے عید کر کر خدا اُسکو کرے دوزخ کا کندا	نہ لاتے یہ سخن ہرگز زباں پر
برا اگر جانتے حضرت علی کو	تو بد کیوں کہتے ہم پھر خارجی کو جسے اصحاب حضرت سے ہو انکار	خدارا جہل پر آنسو بہا لو رہے ہر دم خدا کی اُس پہ پھٹکار	ذرا یہ قول مولانا کا سُن لو
خدایا مشرکوں کو کیجیو خوار	نہ جوڑیں تہمتیں تا الٰہی زنہار جسے کچھ بغض ہووے اولیا سے	نہیں ہے اولیا سے ہم کو انکار ہمیشہ ابرِ لعنت اُس پہ برسے	رکھے حق دور ہمکو اس سے بالا
جو بدلے معنی آیات محکم	نہ قول فخر عالم دیا ملنے اور اتنا اور بھی سُن رکھ کے حضرت	دیا رتبہ نبی کا سمجھے کچھ کم جو حق پر نا چلا اُس پر بھی لعنت	دکھا دے حق اُسے نارِ جہنم
نصیحت کر کے تو ہم گئے ہار	اثر ہوتا نہیں ہے تمکو زنہار ہمارا کام سمجھانا ہے یارو	یہ پھر بھی کہتے ہیں کیا تم نے انکار اب آگے جو چاہو تم مانو نہ مانو	خدارا چھوڑ دو رسم شرک کفار
اگر مانو تو اس میں بہتری ہے	نہ مانو گے تو پھر جا گہ وہی ہے تو اپنے حال پر کچھ سوچ خرم	تمہیں لشکر کسی کی کیا پڑی ہے زباں اب بند کر واللہ اعلم	یہاں خود اپنے سر پر آ بنی ہے

(شریعت کا کوڑا)

تمت